جناب پروفیسر افسر حسن صدیقی صاحب کراچی

حج کے حادثات اور سانحات کا تدارک کیسے ہو؟

دو دہائیوں کے حادثات کا ایک جائزہ

حج اسلام کی عبادت کا چوتھا رکن ہے اور انسان کی خدا پرستی اور عبادت کا پہلا اور قدیم طریقہ ہے۔ ہر عاقل و بالغ صاحب الستطاعت مسلمان پر یہ فرض ہے۔ قرآن کریم (آل عمران: ۹۷) میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر (کعبہ) کا قصد کرنا فرض ہے جسکو اس راستہ کی (سفر) کی طاقت ہو اور جو (اس استطاعت کے باوجود) اس سے باز رہے تو اللہ دنیا والوں سے بے نیاز ہے" حج کے لفظی معنیٰ قصد اور ارادہ کے ہیں اور اس سے مقصود خاص مذہبی قصد وارادہ سے کسی مقدس مقام کا سفر ہے۔ لیکن اسلام میں یہ سفر عرب کے شہر مکہ کی جانب ہوتا ہے، جہاں پر حضرت ابراہیمؑ کی بنائی ہوئی مسجد یعنی خانہ کعبہ کے گرد چکر لگانے اور مکہ کے مختلف مقدس مقامات میں حاضر ہوکر کچھ اداب و اعمال بجالانے کا نام ہے۔ جب ایک مسلمان حج کے تمام ارکان کامیابی سے ادا کرلیتاہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ "حج اور عمرہ گناہوں کو اسطرح صاف کردیتے ہیں جسطرح بھٹی لوہے سونےاورچاندی کے میل اور کھوٹ کو صاف کردیتی ہے ،اور جو مومن اس دن یعنی عرفہ کا دن احرام کی حالت میں گزراتا ہے اس دن کا سورج جب ڈوبتا ہے تو اسکے گناہوں کو لے کر ڈوبتا ہے۔(نسائی و ترمذی و طبرانی کبیر .بحوالہ الفوائد کتاب الحج جلد اول ص ۱۶۳) دنیا کے ہر مسلمان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ یہ فرض انجام دے۔ اب سے نصف صدی قبل تک حج کا سفر دشوار تھا کیونکہ رسل ورسائل محدود تھے اور بہت ہی شدید خواہش رکھنے والے انجام دیتے تھے، لیکن آجکل سفری سہولتوں کے باعث کافی آسان ہوگیا ہے۔ اب .بحری ، بری اور ہوائی ذرائع موجود ہیں۔ اب ہر سال تمام دنیا سے تقریباً پچس لاکھ حاجی حج کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ پاکستان سے گذشتہ سال (۱۹۹۷ء) تقریباً سو لاکھ حاجیوں نے مکۃ المکرمہ کا سفر کیا اور یہ سارا سفر بذریعہ ہوائی جہاز تھا کیونکہ اس سال .بحری سفر کی سہولتیں دستیاب نہ تھیں۔ .بحری سفر کا رواج تقریباً ختم ہوگیا ہے۔ سفر کے اخراجات اس سال فی کس ترلیسٹھ ہزار (63,000/=) روپے سے کچھ اوپر تھے ، جو صرف متمول حضرات ہی برداشت کرسکے یا وہ غریب تھے جنھوں نے برسہا برس سے تھوڑا تھوڑا کر کے جوڑا تھا ، یہی حج اب سے بیس پچیس سال پہلے پندرہ ،

سولہ ہزار روپے تک میں ہوجاتا تھا لیکن ۱۹۸۱ء میں سفرحج کا خرچہ سترہ ہزار (۱۷۰۰۰) روپے تھا، لیکن افراط زر کیوجہ سے اور یہ کہ ہر سال پاکستانی روپے کی قیمت دیگر ممالک کی کرنسیوں کے مقابلہ میں مستقل گررہی ہے۔ ہوائی جہازوں کے کرایوں اور سفری اخراجات میں برابر اضافہ ہورہا ہے جسکی وجہ سے حجاج کرام کو زائد ادائیگیاں کرنی پڑرہی ہیں۔ ہر چند سعودی حکومت حجاج کرام کیلئے ہر سال بہترین سہولتیں مہیا کرتی ہے لیکن اس کے باوجود پھر بھی کوئی نہ کوئی حادثہ کہیں نہ کہیں اور خاص طور پر منیٰ میں واقع ہوجاتا ہے۔ ویسے تو گذشتہ دو دہائیوں میں کسی نہ کسی سال کوئی چھوٹا بڑا حادثہ پیش آتا رہا ہے لیکن گذشتہ سال (۱۹۹۷ء) منیٰ کا حادثہ اپنے پیچھے بڑی افسوس اور دکھ بھری غمگین یادیں چھوڑ گیا ہے۔ آئیے دیکھیں کہ گذشتہ دودہائیوں میں کیا ہوا اور کیا مناسب تجاویز پیش کی جاسکتی ہیں۔

حج ۱۹۸۷ء :- اس سال ایرانیوں سے جھڑپ میں چارسو جانوں کا نقصان ہوا۔ سعودی اور ایرانی ایک دوسرے کو الزام دیتے رہے کہ ابتداء کس نے کی یا کس کی خطا تھی لیکن آج تک معلوم نہیں ہوا کہ واقعہ کیا تھا۔

حج ۱۹۷۹ء :- میں خانہ کعبہ پر ایک مخالف گروہ نے قبضہ کیا جس سے سعودی حکومت اور حاجیوں کو بہت پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ بہرحال سعودی فوج اور فرانسیسی کمانڈوز نے اس قبضہ سے نجات دلائی لیکن دوسو افراد اس سانحہ میں مارے گئے۔

حج ۱۹۸۹ء :- میں مکۃ المکرمہ میں دو شدید دھماکے ہوئے جس سے پورا مکہ ہل گیا اور سولہ افراد زخمی ہوئے اور ایک پاکستانی شہید ہوا۔ ان دھماکوں کی آج تک کسی نے ذمہ داری قبول نہیں کی۔

حج ۱۹۹۰ء :- اس سال سانحۂ مکہ اور منیٰ کو ملانے والی سرنگ میں دم گھٹنے اور بھگدڑ ہوا۔ اس سرنگ میں برقی نظام کی خرابی کی وجہ سے ہوا کے اخراج کا نظام متاثر ہوا اور روشنی جاتی رہی جس سے زائرین میں ____ مچ گئی اور اس پانچ سومیٹر لمبی سرنگ میں 1424 زائرین اللہ کو پیارے ہوگئے جن میں 22 پاکستانی تھے۔ اس سال منیٰ میں آگ لگنے کا بھی واقعہ ہوا جس سے 400 چارسو خیمے نذر آتش ہوگئے اور حاجیوں کا قیمتی سامان جل کر خاک ہوگیا لیکن خوش قسمتی سے کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔

حج ۱۹۹۳ء :- اس سال ۱۲ جون کو جبکہ سارے زائرین میدان عرفات میں خطبہ سننے گئے ہوئے تھے پانچ ہزار خیمے آگ لگنے سے مکمل جل گئے، کہاجاتا ہے کہ ایک سوڈانی زائر کے خیمہ میں گیس

سلینڈر کے پھٹنے کی وجہ سے یہ آگ لگی تھی۔

حج ۱۹۹۴ء :- اس سال منیٰ میں شیطان کو کنکر مارنے والے راستہ پر افراتفری اور بھگدڑ کیوجہ سے 1000 زائرین لقمۂ اجل بن گئے جن میں تیرہ پاکستانی تھے۔ یہ سب بدحواسی اور بدنظمی کیوجہ سے ہوا۔

حج ۱۹۹۵ء :- اس سال منیٰ میں ایک سلینڈر کے پھٹنے کی وجہ سے پاکستانی زائرین کے نو ہزار خیمے جل کر راکھ کا ڈھیر ہوگئے۔ یہ واقعہ ایک بلند پہاڑی پر ہوا اور تیز ہواؤں نے آگ کو دور تک پھیلا دیا۔ اس میں تین پاکستانی فوت ہوئے۔

حج ۱۹۹۷ء :- اس سال منیٰ کے خیموں میں آگ لگنے کی وجہ مکتب نمبر ۲۰ میں ایک سلینڈر کے پھٹنے کی تھی۔ یہ بڑا اندوہناک واقعہ تھا۔ مختلف عینی شاہدین نے بڑے دردناک واقعات بیان کئے ہیں۔ مرنے والوں کی صحیح تعداد کا تو ابھی تک علم نہیں ہوا ہے لیکن سعودی حکومت کے مطابق 325 جاں بحق ہوئے جبکہ دوسرے ذرائع کے مطابق انکی تعداد 400 بتائی جاتی ہے۔ پاکستانی ذرائع کے مطابق ۹۴ پاکستانی زائرین ہلاک ہوئے، سات ہسپتال میں زیرعلاج ہے اور ۷۹ پاکستانی لاپتہ ہیں۔ ہلاک ہونے والوں کی شناخت کا مسئلہ دشوار طلب تھا کیونکہ یہ تمام غیرملکی تھے جنکا سعودیہ میں کوئی ولی وارث نہ تھا جو ان کا شناخت کرتا۔ غریب رشتہ دار کا پاکستان سے آمد ورفت کا خرچہ نہ ہونے کی وجہ سے سعودی عرب جانا ناممکن تھا اور بدقسمتی سے انکے پاس ایسی کوئی شناخت کی نشانی موجود نہ تھی اور اگر کوئی تھی بھی تو وہ جل گئی تھی۔ عینی شاہدین کے مطابق بہت سے لوگ تو اس وقت لقمۂ اجل بنے جب وہ خیموں سے نکل کر بسوں میں بیٹھ چکے تھے اور چلنے ہی والے تھے کہ اچانک اوپر سے اڑتے ہوئے سلینڈر میزائلوں کی طرح ان کے اوپر آگرے اور جل کر ختم کردیا اور بہت سے لوگ تنگ راستوں پر افراتفری اور بھگدوڑ میں کچلے گئے جنہیں پھیلتی ہوئی آگ نے جلدہی جلاکر ختم کردیا۔ اس سانحہ کے بعد سعودی عرب کی حکومت نے کچھ حفاظتی قواعد وقوانین کا نفاذ کیا ہے جس سے یقیناً صورتحال بہترہوگی۔ چنانچہ اب گیس کے سلینڈر کی خرید وفروخت اور ان کا استعمال ممنوع قرار دیاگیا ہے اور کوشش کی جارہی ہے کہ زائرین کے خیمے آگ نہ پکڑنے والے (فائرپروف) کپڑے کے بنے ہوئے ہوں)۔

متذکرہ بالا مختلف سالوں میں حج کے زمانے میں پیش آنے والے حادثات یقیناً عالم اسلام میں ایک غم واندوہ کا تاثر دیتے ہیں، لیکن اگر اس پس منظر میں دیکھا جائے کہ یہ کتنا بڑا اجتماع ہوتا ہے اور اس کے لئے کتنے قسم کے دنیا کے مختلف ممالک سے آنے والے زائیروں کیلئے انتظامات

کرنے پڑتے ہیں، تو منتظم کو جو سعودی عرب ہے داد دینی پڑتی ہے، کیونکہ سعودی عرب کی حکومت حج کیلئے ہر سال لاکھوں اراکان حج اداکرنے والوں کو ممکن طریقہ پر بہترین سہولتیں مہیا کرتی ہے، لیکن اسکے باوجود بھی کہیں نہ کہیں کوئی سقم رہ جاتا ہے کیونکہ جہاں لاکھوں حاجیوں کا میلہ ہو وہاں حکومت کے انتظامات کے علاوہ حاجیوں پر اور ان کو بھیجنے والی حکومتوں پر زبردست ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ زائرین کی صحیح طور پر رہنمائی کرلیں اور زائیرین بھی احتیاط اور تنظیم کا خیال رکھیں

سعودی حکومت جو اربوں ڈالر خرچ کر کے زائرین کیلئے مکۃ المکرمہ، منیٰ، عرفات مزدلفہ مدینہ اور ہر جگہ سہولتیں مہیا کررہی ہے۔ یقیناً وہ آفرین صدی آفرین ہے۔ یہ امر لائق تحسین ہے کہ پیٹرو ڈالر کو ضائع ہونے نہ دیا گیا اور ان کا مصرف پورے سعودی عرب میں نظر آتا ہے، تاہم مسلم امہ کی دعائیں انکے ساتھ ہیں۔ اللہ کرے قیامت تک مکہ اور مدینہ اور سارے سعودی عرب کی روشنیاں اور رونقیں قائم ودائم رہیں۔ (آمین)

حکومت سعودی عرب اور حکومت پاکستان کے غور کیلئے چند تجاویز درج ذیل ہیں۔

تجاویز:۔ نمبر ۱): ہر چند کہ حکومت پاکستان زائرین کی گروپ بندی کیلئے اچھے افراد کا انتخاب کرتی ہے تاہم یہ ضروری ہے کہ گروپ لیڈر صحت مند ہو، عربی دان ہو تو بہت اچھا ہو، علاقے سے واقف ہو، ابتدائی امداد اور فائرفائٹنگ کی تربیت حاصل ہو۔ اگر یہ تربیت نہیں ہے تو روانگی سے قبل مہیا کی جائے۔

نمبر ۲): برادر ملک انڈونیشاء کے زائرین کی طرح ہر زائر کے ہاتھ میں ہلکا سا لوہے کا کڑا پہنایا جائے جس پر زائر کا نام، ملک، پاسپورٹ نمبر اور مکتب نمبر درج ہو یہ روانگی کے وقت پہنایا جائے اور واپسی پر اتار لیا جائے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ ۱۵ اپریل ۱۹۹۷ء کے سانحہ منیٰ میں انڈونیشاء کی اس تدبیر سے اسکے سارے جلے ہوئے زائرین کی ان کڑوں کی بدولت آسانی سے شناخت ہوگئی جبکہ ہندوستان، پاکستان کے جلے ہوئے زائرین کی شناخت میں شدید مشکلات کا سامنا رہا۔

نمبر ۳): سعودی حکومت موجودہ فائرفائٹنگ کے نظام کو قدرے وسعت دے اور بہتر بنائے۔ ہر مکتب میں جس میں چار سے چھ ہزار تک زائرین ہوتے ہیں ہر چار خیموں کے بعد یا ہر احاطہ مین تھوڑے تھوڑے فاصلے پر ایک ایک دستی آگ بجھانے کے سلینڈر (فائر ایسٹنگیوشر) رکھ لئے جائیں اور ہر مکتب کے ساتھ ایک ذیلی چھوٹا سا فائرفائٹنگ اسٹیشن قائم کیا جائے تاکہ خدا نخواستہ کسی سانحہ پر بروقت کاروائی کی جاسکے۔ جہاں تک تکنیکی عملہ کا تعلق ہے یہ مسلم ممالک سے دستیاب ہے۔

اخراجات خود سعودی حکومت جو ماشاء اللہ اس قابل ہے برداشت کر سکتی ہے ورنہ مسلم ممالک اس کو سعادت سمجھ کر برداشت کرلینگے تین دن کے لیے یہ انتظامات بہ آسانی کئے جاسکتے ہیں۔

نمبر۴)۔ منیٰ کے قیام کے دوران زائرین کو ہلکا پھلکا پکا ہوا کھانا تیار بصورت لنچ بکس مہیا کرنا چاہئیے اسکی قیمت زائرین کے مقررہ اخراجات میں شامل کی جاسکتی ہے۔ورنہ سچ پوچھیئے تو سعودی حکومت جیسے مالدار ملک کیلئے یہ بھی کچھ مشکل نہیں ہے۔ اس سہولت سے خیموں میں چوری چھپے چولھے لانے کی حوصلہ شکنی ہوگی اور تمام ماحول صاف رہے گا۔ لوگ کھانا پکانے کی زحمت سے بچ جائینگے۔

نمبر۵)۔ تمام زائرین کو آرام دہ نئی بسیں مہیا کی جانی چاہیئے اور ہر زائر کی اپنی ایک سیٹ ہونی چاہئیے جس طرح اس سال انڈونیشاء کے زائرین کو مہیا کی گئی تھیں۔ اس میں تفریق نہیں ہونی چاہیئے۔ ایک زائر کے مطابق اس سال دس ہزار پاکستانی زائرین کو صرف چھ پرانی بسیں مہیا کی گئی تھیں جس سے ان کو تکلیف کا سامنا ہوا۔

نمبر۶)۔ منیٰ میں ہر مکتب میں گنجائش کے مطابق رہائش مہیا کرنی چاہئیے۔ گذشتہ سال (۱۹۹۷ء) میں مکتب (۲۱) میں زائرین کے قیام کی گنجائش ۴۲۰۰ تھی لیکن ۶۵۰۰ زائرین کو رہائش دی گئی تھی گویا ۲۳۰۰ زائرین گنجائش سے زیادہ قیام پذیر تھے۔

نمبر۷)۔ ہر چند کہ سعودی عربیہ نے اربوں ڈالر خرچ کرکے حجاج کرام کی سہولتوں میں اضافہ کیا ہے۔ بحری اور ہوائی بندرگاہوں کو وسعت دی ہے۔ سہولتوں سے مزین کیا ہے لیکن منیٰ میں مستقبل قریب میں ایسا کوئی منصوبہ نظر نہیں آتا۔ موجودہ جگہ کے آس پاس میدان اور پہاڑی علاقوں میں گنجائش نکالی جاسکتی ہے۔ اگر مستقل بنیادوں پر ایک کنکریٹ کا رہائشی اسٹرکچر منیٰ میں تعمیر کردیا جائے جس پر صرف عارضی طور پر خیمے لگانے کی گنجائش باقی رہے مطلب یہ ہے کہ صرف چھتری لگانی پڑے۔ باقی سہولتیں میسر ہوں اس پر غور کیا جاسکتا ہے۔

نمبر۸)۔ حکومت پاکستان حج کے لیے خدام اور والنٹئر کا انتخاب سچا جذبہ رکھنے والے افراد میں لے کرے انکی باقاعدہ تربیت ہونی چاہیئے۔ عربی داں ہوں، اور یہاں کے قواعد وعلاقوں سے واقف ہوں تاکہ حج کے دوران صحیح خدمت انجام دے سکیں۔ ہوتا کیا ہے کہ لوگ خوشی میں چلے تو جاتے ہیں لیکن وہاں خادم کے بجائے خود زائرین بن جاتے ہیں اور اپنا فرض بھول جاتے ہیں۔

حرمین شریفین کی توسیع :- حال ہی میں ٹیلی ویژن پر مکۃ المکرمہ اور مدینۃ المنورہ کی توسیع سے متعلق دو تعمیراتی دستاویزی فلمیں دیکھنے کا اتفاق ہوا جس نے شاہ فہد اور ان کے رفقاء کار کی

اسلام سے محبت اور حجاج کرام کو سہولتیں فراہم کرنے کی خواہشات کا اندازہ ہوا ، دونوں مساجد کی توسیع میں ماڈرن عالمی تکنیکی سہولتوں کو بروے کار لایا گیا ہے اور تعمیرات کو انتہائی مضبوط اور خوبصورت بنانے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی ۔ فلم بینی کے دوران بار بار دل سے دعا اور زبان سے واہ واہ نکلتی رہی ۔ یہ منصوبہ اربوں ریال کی خطیر رقوم خرچ کرکے اب پایہ تکمیل کو پہنچ گیا ہے ۔ شاہ فہد اور انکے رفقاء اور انکے پیش رو ، برادران و بزرگان کی یہ تمام مساعی جمیلہ ، عزم و ہمت اور اسلام سے محبت کی داستان یقیناً اسلامی تاریخ میں سنہرے حروف سے رقم کی جائیگی اور آنے والی مسلمان نسلیں خصوصاً حجاج کرام ان سب کو ہمیشہ اظہار تشکر ، محبت اور دعاؤں سے یاد رکھیں گے ۔

000000000

ماہنامہ الرشید مارچ ۹۸ء کی خصوصی اشاعت
مولانا انعام الحسن نمبر
امیر تبلیغی جماعت
۱۹۶۵ء تا ۱۹۹۵ء
۵۰۷ صفحات، سائز کلاں ۔ قیمت ۲۵۰/ روپے
الرشید کا سالانہ چندہ ۱۵۰/ روپے بھیجکر ۱۵۰/ روپے میں
گویا ۳۰۰ روپے میں سال بھر ماہنامہ الرشید اور خصوصی نمبر بھی،
ماہنامہ الرشید، ۲۵ لوئر مال، لاہور ۔ فون ۷۱۱۱۸۹۹

جناب محمد طیب مظہر گوجروی صاحب

اسلام اور نظام ٹیکس

موجودہ زمانے میں ہر ملک کی حکومت معاشی ترقی اور لوگوں کی فلاح و بہبود کیلئے کوشش کرتی ہے۔ بیرونی دشمنوں سے بچاؤ کیلئے فوج رکھتی ہے۔ ملک کے اندر امن وامان برقرار رکھنے کیلئے پولیس اور عدل وانصاف کے تقاضے پورے کرنے کیلئے عدالتیں قائم کرتی ہے۔ معیشت کے مختلف شعبوں مثلاً زراعت، صنعت، تجارت، مواصلات اور بنکاری وغیرہ کی ترقی کیلئے مناسب اقدامات کرتی ہے۔ ملک کے مادی اور انسانی ذرائع سے بھرپور فائدہ اٹھانے اور کامل روزگار (Full Employment) کی سطح برقرار رکھنے کیلئے منصوبہ بندی کرتی ہے۔ ان تمام مقاصد کیلئے حکومت کو روپے (مالیات) کی ضرورت ہوتی ہے۔ لہذا وہ مختلف قسم کے ٹیکس نافذ کرتی ہے۔ بعض اوقات ملک کے اندر اور باہر سے قرضہ بھی لیتی ہے۔ عہد حاضر میں حکومت کے محصولات (یعنی ٹیکس) اور اخراجات کا ملک کی قومی آمدنی اور اسکی تقسیم پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ نیز اس سے روزگار کا معیار معاشی جدوجہد۔ کاروبار اور تجارت بھی متاثر ہوتی ہے۔ موجودہ دور میں کسی حکومت کی آمدنی کا بیشتر انحصار ٹیکسوں کی مدد سے حاصل ہونے والی آمدنی پر ہوتا ہے۔

ٹیکس کی تعریف:- (نمبر ۱) پروفیسر ڈالٹن کہتے ہیں "محصول وہ لازمی مطالبہ ہے جو حکومت کی جانب سے رعیت پر عائد کیا جاتا ہے" (۱)۔ (نمبر ۲) انسائیکوپیڈیا آف دی سوشل سائنسز میں اسکی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے "محصول (ٹیکس) سے مراد وہ رقم یا قیمتی چیزیں ہیں جو حکومت مختلف افراد اور جماعتوں سے بذریعہ قانون لازماً حاصل کرتی ہے"۔ (Page(1) 26 / Page 521

ٹیکس کی خصوصیات:- ٹیکس کی دو خصوصیات بڑی نمایاں ہیں۔

(۱) اسکی ادائیگی لازمی ہوتی ہے۔ (۲) یہ حکومت کے عام مقاصد کیلئے وصول کیا جاتا ہے۔

یہ یاد رہے کہ اس سے ٹیکس دھندہ کو براہ راست کوئی فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ رقم تمام لوگوں کے مجموعی مفاد کیلئے خرچ کردی جاتی ہے۔